عہدِ بنو عباس میں کتبِ دلائل النبوۃ کا اِرتقاء: ایک تجزیہ

جہانگیر آصف*

محمد ریاض محمود**

Abstract

The Muslim scholars laid the foundation of the science of biography (sira). Research was conducted on the different aspects of the Prophet of Islam (peace and blessings be upon him) which was preserved in books. The Muslim scholars in the period of Banu Abbas played a major role in the development of this science. The books authored in this period compiled the miracles of the Messenger (peace and blessings be upon him), and they refuted objections by those who did not believe in their verity. The lofty position of Prophethood was described by writers; also, they repudiated the demurrals raised by the Greeks. Because the believing savants contributed extensively to the Islamic literature, their intellectual efforts carry great import. The present research paper highlights the efforts of the scholars with regard to promoting Islamic science in the Abbasid period.

Keywords: Abbasids, Dalayl-un-Nubuwwa, Seerat, Greek philosophy, Muslims.

سیرت نگاری علم و فن کا وہ معتبر و بابرکت شعبہ ہے جس کی ابتداء کا سہرا مسلمانوں کے سر ہے، تاریخی واقعات کو روایتی و درایتی معیارات پر جانچنے سے متعلق مُسلم فکر کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اس میں غیر مدلّل جذباتیت کو بہر صورت نظر انداز کیا گیا ہے، اس علمی دیانت کے بہت سے مظاہر ادب سیرت میں دیکھے جاسکتے ہیں۔ مسلمانوں نے نہ صرف یہ کہ رسول اللہ ﷺ کی زندگی کے حالات وواقعات کو قلم بند کیا بلکہ نسب، فضائل، معجزات، شمائل، خصائص اور بشارات کے ضمن میں تاریخ نگاری سے متعلق اعلیٰ اخلاقی اُصولوں کی پاسداری بھی کی ہے۔ سیرت نگاری کی اس محترم، باوقار، سنجیدہ اور حسّاس ذمہ داری پر مبنی تحریک میں جن اہلِ علم نے متحرّک وفعال کردار ادا کیا اُن میں عہدِ بنو عباس (۱۳۲ھ-۶۵۶ھ) کے سیرت نگاران کے اسمائے گرامی منفرد و ممتاز حیثیّت کے حامل ہیں، ان نابغہ روزگار علمی شخصیات نے ماقبل سیرت نگاری سے بھرپور استفادہ کرتے ہوئے اس مخصوص فن کو نئے اسالیب و خصائص سے مزیّن کیا۔

---

* پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ علومِ اسلامیہ، گجرات یونیورسٹی، گجرات۔

** اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علومِ اسلامیہ، گجرات یونیورسٹی، گجرات۔

اس علمی، ادبی اور فنی اِرتقاء کا پسِ منظر یہ ہے کہ اس مخصوص دور میں مملکتِ اسلامیہ نے بین الاقوامی حیثیت اختیار کر لی تھی۔ اس وسیع و عریض سلطنت میں ترک، پٹھان، سندھی، ایرانی، کرد اور عرب ایسی بے شمار اقوام آباد تھیں۔ اسلام کے ساتھ ساتھ دیگر مذاہب عیسائیت، یہودیت، بدھ مت، ہندومت اور دہریت سے وابستہ افراد اسلامی مملکت کے شہری تھے جو اپنا اپنا منفرد و مخصوص تہذیبی پس منظر رکھتے تھے۔ مسلمانوں کی اس غالب اور معتبر حیثیت کو اسلام اور پیغمبرِ اسلام ﷺ کے حوالے سے بہت سے فکری اور نظریاتی چیلنجز کا سامنا تھا۔ عقلیت، مادیت اور دہریت پر مشتمل فکر و فلسفہ نے ذاتِ رسول ﷺ خصوصاً معجزات پر طرح طرح کے اعتراضات اور ابہامات کو جنم دیا۔ اس مخصوص علمی، کلامی اور نظریاتی پس منظر میں عباسی عہد کے علماء کی سیرتِ طیبہ ﷺ خصوصاً "دلائل النبوۃ" سے متعلق نگارشات کا مطالعہ بڑی اہمیّت کا حامل ہے۔ اس مخصوص رجحان کی سیرت نگاری کے اُسلوب، منہج، خصائص اور مصادر کا تجزیہ سیرت طیبہ ﷺ سے دلچسپی رکھنے والے احباب کی علمی و فکری ضرورت ہے۔ سیرت نگاری کے مختلف مناہج میں "دلائل النبوۃ" کو یہ اہمیت اور انفرادیت حاصل ہے کہ اس میں عقلی و منطقی دلائل کی بنیاد پر نُبوّت کے جواز اور اعزاز کو زیرِ بحث لایا جاتا ہے خصوصاً معجزاتِ انبیاءؑ کے مختلف پہلوؤں پر غور و فکر کیا جاتا ہے۔ یہ ایک ایسا منہج ہے جس پر مسلم سیرت نگاروں نے ہر دور میں اپنی علمی استطاعت کے مطابق نذرانۂ عقیدت پیش کیا ہے۔ جب رومی، یونانی، ہندی اور دیگر اقوام نے اسلام کو کلیتاً عقلی معیار پر پرکھنا شروع کیا تو اُنھوں نے خلافِ معمول واقعات و معاملات اور مابعد الطبیعات اُمور کا شدت سے انکار کیا۔ توحیدِ باری تعالیٰ، نُبوّت اور اس سے متعلق اُمور مثلاً معجزات، وحی اور نزولِ قرآن، نیز فرشتوں اور قیامت کے وجود کا انکار انہوں نے محض اس وجہ سے کیا کہ عقل ان کو تسلیم نہیں کرتی۔ یہی وجہ ہے کہ غیر مسلم فلاسفہ و حکماء نے عقائدِ اسلام کی بڑی شدّت سے مخالفت کی۔ اصل فلاسفہ اہلِ روم تھے جن کے قدماء کو "اساطین" اور متأخرین کو "مشاؤون" کہا جاتا ہے۔ ان کے علاوہ اصحاب الرواق، اور اصحابِ ارسطوطالیس وغیرہ رومی فلاسفہ تھے۔ کرۂ ارض کے دیگر فلاسفہ کو ان کی ذرّیّت سمجھا جاتا ہے۔[1]

[1] الشہرستانی، محمد بن عبد الکریم بن ابی بکر، ابو الفتح، **الملل والنحل**، (مؤسسۃ الحلبی، س ن)، ۲: ۱۱۸

یونانی فلاسفہ عرب کے حکماء جن کو "شر ذمۃ قلیلون" کہا جاتا ہے، ان کا شمار معتبر فلاسفہ میں ہوتا ہے۔ ہند کے قبیلہ البراہمہ کے حکماء بھی یونانی فلاسفہ کے تابع تھے۔ براہمہ اصلِ نُبُوّت کے منکر تھے۔ انہی کے ردّ میں امام محمد بن ادریس الشافعیؒ (م ۲۰۴ھ) نے کتاب لکھی۔ نبوت کے دلائل پر لکھی جانے والی یہ پہلی مستقل تصنیف تھی۔ دورِ قدیم میں یونانی فلاسفہ کو نہ صرف قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا بلکہ ان کے وضع کردہ اُصول و قوانین کو حرفِ آخر سمجھا جاتا تھا۔ تمام غیر مسلم فلاسفہ نے معجزات اور خوارقِ عادت اُمور کا انکار منافئ عقل ہونے کی بنا پر کیا ہے۔ ہر چیز کو عقل کی کسوٹی پر پرکھنا فلاسفہ کا بنیادی نکتۂ نظر رہا۔ ملائکہ، قیامت اور وجودِ باری تعالیٰ کا انکار یہ لوگ اسی وجہ سے کیا کرتے کہ ان اُمور کا تعلق عقل سے نہیں ہے۔ ان معجزات اور خوارقِ عادت اُمور کے منکرین کے اعتراضات کو رفع کرنا اور ان کے مدلّل جوابات دینا مسلم علماء و مفکّرین نے اپنی ذمہ داری سمجھا اور ان موضوعات پر کتب تالیف کرنا شروع کیں تاکہ نُبُوّت سے متعلق اشکالات کو رفع کیا جائے۔ یہ ایک ایسا ضروری کام ہے جس پر نگارشات کرنا از حد ضروری امر تھا کیونکہ ثبوتِ نُبُوّت پر ہی توحید باری تعالیٰ کا عقیدہ اُستوار ہے۔ یہ وہ بنیادی اسباب تھے کہ کلامیانہ اور فلسفیانہ بنیادوں پر سیرت نگاری کے اس مخصوص فن "دلائل النبوۃ" کی بنیاد پڑی۔ یوں دلائل النبوۃ پر تصفیف و تالیف کا سلسلہ ہر دور میں بلا تعطّل جاری رہا۔ سیرت نگاری کے اس اہم فن کی کتب اپنی علمیّت، اہمیّت اور معجزات پر عقلی و منطقی دلائل کے اعتبار سے غیر معمولی مقام رکھتی ہیں۔ کتبِ دلائل النبوۃ کے اسبابِ تالیف، نیز ان کتب کا تعارف اور اِرتقائی سفر کا جائزہ لینا دورِ حاضر کے سیرت نگار محققین اور اہلِ علم کی ایک اہم ضرورت ہے۔ اس اہم علمی ضرورت کی تکمیل کی خاطر موضوع تحقیق کے طور پر "عہدِ بنو عباس میں کتبِ دلائل النبوۃ کا ارتقاء: ایک تجزیہ" کا انتخاب کیا گیا ہے۔

موضوعِ تحقیق کا بلا واسطہ تعلق سیرتِ رسولِ کریم ﷺ سے ہے۔ سیرت نگاری کے آغاز و ارتقاء پر اکثر کتب اور مقالہ جات موجود ہیں۔ ابو نعیم اصفہانیؒ کی دلائل النبوۃ جو علامہ قاری محمد طیب نقشبندی کے ترجمہ کے ساتھ ضیاء القرآن پبلی کیشنز سے دسمبر ۲۰۱۷ء شائع ہوئی اس کے آغاز میں حافظ محمد علی صابر کے قلم سے سیرت نگاری کے اِرتقاء کا جائزہ لیا گیا ہے۔ ڈاکٹر محمد یٰسین صدیقی نے "مصادرِ سیرتِ نبوی ﷺ" کے مقدمہ میں سیرت نگاری کے ارتقاء کا نہایت جامع انداز میں جائزہ لیا ہے۔ سیرتِ رسولِ عربی ﷺ سے قبل تعارف وارتقاء سے متعلق یہی انداز ہمیں دیگر کتب سیرت میں نظر آتا ہے۔

ڈاکٹر محمود احمد غازی کی "محاضراتِ سیرت ﷺ" میں علمِ سیرت کے آغاز، ارتقاء تدوین اور توسیع کا تجزیہ کیا گیا ہے۔ موصوف نے محاضراتِ سیرت ﷺ کے آٹھویں خطبہ کے کلامی مسائل کی بحث میں جن مسلم محدّثین، متکلمین اور مفکّرین اور ان کی کتب کا ذکر کیا ہے ان میں عباسی عہد کے صرف ایک عظیم محدث ابو نعیم اصفہانیؒ کی دلائل النبوۃ کا تعارف پیش کیا ہے۔ جبکہ بعد کے علماء و متکلمین میں اِنہوں نے علّامہ جلال الدین السیوطیؒ، مولانا عبد الرحمٰن جامی، حجۃ الاسلام امام محمد غزالیؒ، علامہ ابن القیمؒ، شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ، حضرت مجدد الف ثانیؒ اور علامہ محمد اقبالؒ کی نبوت سے متعلق تصانیف و خدمات کا جائزہ لیا ہے۔

صلاح الدین المنجد نے "معجم ماألف عن رسول الله صلی الله علیه وسلم "میں، حاجی خلیفہ چلپی نے "کشف الظنون" میں، اسی طرح دیگر کتبِ فہارس کے مؤلفین نے اس فن کی چند کتب اور اُن کے مصنّفین کے نام درج کیے ہیں۔ "اُردو سیرت نگاری کا اِرتقاء" کے زیرِ عنوان ایک تحقیقی کام پنجاب یونیورسٹی کے مقالہ نگار حاجی محمد ڈوگر کا ہے۔ جی سی یونیورسٹی فیصل آباد کے مقالہ نگار محمد رمضان کی خصائص النبی ﷺ پر ایک تحقیقی کاوش "کتبِ خصائص نبوی ﷺ کے مناہج و اسالیب: تحقیقی مطالعہ" کے عنوان سے ہے۔ دلائل النبوۃ کے عنوان سے ایک علمی کام "دلائل النبوۃ و خصائص النبوۃ (تاریخی و تحقیقی مطالعہ)" کے عنوان سے ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس اور "دلائل النبوۃ" از ابو نعیم اصفہانیؒ۔ منہج و اُسلوب" کے موضوع پر یونیورسٹی آف گجرات کے سکالر محمد عرفان احمد کا ہے۔ ڈاکٹر ہمایوں عباس شمس نے دلائل النبوۃ و خصائص النبوۃ کے اپنے اس تحقیقی کام میں خصائص، معجزات اور دلائل پر مشتمل چند اہم کتب کا ذکر کیا ہے۔ تاہم اس عنوان سے کوئی مخصوص تحقیقی کام ابھی تک منصۂ شہود پر نہیں آیا۔ اس علمی خلا کو پُر کرنے کے لئے موضوع ہذا کا انتخاب کیا گیا ہے۔

مقالہ ہذا کو پانچ اجزاء میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلے جزو میں موضوعِ تحقیق کا تعارف، اہمیّت اور پس منظر واضح کیا گیا ہے۔ نیز اس فن کے اِرتقاء کے اسباب و وجوہات کو اختصار کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔ دوسرے جزو میں دلائل النبوۃ کا معنٰی و مفہوم اور اس کی مترادف اصطلاحات کا جائزہ لیا گیا ہے۔ تیسرے جزو میں منکرینِ نُبوّت کے بنیادی گروہ براہمہ نیز یونانی، رومی و دیگر اہلِ فلاسفہ کے حالات و نظریات کا جائزہ لیا گیا ہے۔ چوتھے جزو میں عہدِ بنو عباس کی کتبِ دلائل النبوۃ کے اِرتقاء کا تاریخی جائزہ لیا گیا ہے جبکہ پانچواں جزو خلاصۂ بحث پر مشتمل ہے۔

دلائل النبوۃ: معنیٰ، مفہوم اور مترادفات:

دلائل دلیل کی جمع ہے۔[2] اس کا ایک معنیٰ ہدایت دینا اور رہنمائی کرنا ہے جیسا کہ ابنِ اعرابی کا قول ہے:

"دَلَّ یَدُلُّ إذا هَدَی"[3]

"جب کوئی کسی کی راہنمائی کرے تو اس وقت دَلَّ یَدُلُّ کے الفاظ بولے جاتے ہیں۔"

یہ معرفت کے معنیٰ بھی دیتا ہے۔[4] اس کا معنیٰ ثبوت، امارت اور نشانی بھی ہے۔[5] مقیاس اللغۃ میں بھی ابنِ فارس نے یہی معنیٰ مراد لیے ہیں۔[6] دلائل النبوۃ کے معنیٰ نُبُوّت کی وہ نشانیاں ہیں جن سے کسی نبی کی نُبُوّت معلوم ہوتی ہے اور نُبُوّت کی نشانیاں اس نبی میں پائی جاتی ہیں۔ الآیۃ، البیّنۃ، الاعلام اور البرہان وغیرہ اس کے مترادف الفاظ ہیں۔ جب ان الفاظ کی نسبت نُبُوّت کی طرف کی جائے تو اس سے مراد انبیاء کرام علیہم السلام کی نشانیاں لی جاتی ہیں۔ دلائل و معجزات میں نسبت عموم و خصوص پائی جاتی ہے۔ لفظِ معجزہ خاص اصطلاح ہے جبکہ دلائل النبوۃ عمومی اصطلاح ہے۔ معجزہ نبی کے ساتھ خاص ہے۔ یہ علاماتِ نُبُوّت میں سے ایک اہم علامت ہے۔[7] دلائل النبوۃ، شواہد النبوۃ اور خصائص النبوۃ نیز معجزات، آیات اور البینات کے نام کی تمام کتب موضوع کے اعتبار سے مشترک ہیں۔ دلائل النبوۃ سے مراد وہ اُمور ہیں جن کا مشاہدہ کر کے اس بات کا یقین کیا جا سکتا ہے کہ ایسے خارقِ عادت معاملات و اُمور جو ایک ایسے شخص کے ہاتھوں صادر ہو رہے ہیں جو دعویٰ نبوت کر رہا ہے اور اس میں دیگر شرائط بھی موجود ہیں وہ اللہ تعالیٰ کا نبی اور اس کا فرستادہ ہے۔ حضراتِ انبیاء کرام علیہم السلام سے صادر ہونے والے ان خارقِ عادت معاملات کو معجزہ کہا جاتا ہے۔ اس کا صدور صرف انبیاء سے ہوتا ہے۔

---

[2] الجزری، ابن الاثیر، مجد الدین ابی السعادات المبارک بن محمد، الامام، **النھایۃ فی غریب الحدیث والاثر**، (لبنان: دار الکتب العلمیۃ، ۲۰۱۱م)، ۲: ۱۲۲

[3] الھروی، محمد بن احمد، ابو منصور، **تھذیب اللغۃ**، (بیروت: دار احیاء التراث العربی، ۲۰۰۱م)، ۱۴: ۴۸

[4] م۔ن

[5] القزوینی، احمد بن فارس بن زکریا، **مجمل اللغۃ لابن فارس**، (بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، ۱۴۰۶ھ)، ۱: ۳۱۹

[6] القزوینی، احمد بن فارس بن زکریا، **معجم مقاییس اللغۃ**، (بیروت: دار الفکر، ۱۳۹۹ھ)، ۲: ۲۵۹

[7] البستی، محمد بن حبان بن احمد بن حبان بن معاذ بن معبد، حققہ وخرج أحادیثہ وعلق علیہ: شعیب الأرنؤوط، **الاحسان فی تقریب صحیح ابنِ حبان**، (بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، ۱۴۰۸ھ)، ۱: ۱۳۲

اسحاق بن ابراہیم الفارابی لکھتے ہیں:

''الْمُعْجِزَةُ: الْأَية الَّتي لا يُطيقها الْا الْأَنبياءُ''[8]

''معجزہ وہ نشانی ہے جس کی طاقت ماسوائے انبیاء کے کوئی نہیں رکھتا۔''

قرآنِ مجید اور احادیث میں معجزاتِ انبیاء کرام علیہم السلام متعدد مقامات پر مذکور ہیں لیکن ان کے لئے لفظِ معجزہ استعمال نہیں ہوا۔ البتہ شکست دینا، ہرا دینا اور عاجز کرنا کے معانی میں اس کے مشتقّات قرآنِ حکیم میں وارد ہیں۔ محدثین اور سیرت نگاروں کی وضع کردہ اس اصطلاح کا رواج بعد میں پڑا۔ اوائل میں معجزہ کے بجائے لفظِ علامت اور آیت وغیرہ کا استعمال عام رہا ہے۔ کلامِ خداوندی انسانیّت کی رہنمائی اور ہدایت پر مبنی صحیفہ ہے۔ اصطلاحاتِ شرعیہ کا استعمال اہلِ علم بعد میں باہمی مشاورت سے کرتے ہیں یا عوام النّاس میں مسلسل بولے جانے پر اس کا رواج پڑ جاتا ہے۔ قرآنِ مجید لوگوں کو مخصوص اصطلاحات کے استعمال کا پابند نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر ایمان رکھنا توحید کہلاتا ہے۔ قرآنِ مجید میں اس کے مشتقّات تو موجود ہیں لیکن یہ اصطلاح مذکور نہیں۔ تقویٰ و تزکیۂ نفس کے الفاظ تو کتابِ الٰہی میں موجود ہیں لیکن تصوّف کی اصطلاح بعد میں عام ہوئی۔ شکر، احسان، صبر اور دیگر اسلامی اصطلاحات کا استعمال علمائے لُغت نے بعد کے ادوار میں کیا۔ دلائل و معجزات کے لئے قرآنِ مجید میں مختلف الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ جن میں ایک لفظ آیت ہے۔ ارشادِ خداوندی ملاحظہ ہو:

'' وَلَقَدْ آتَيْنا مُوسى تِسْعَ آياتٍ بَيِّنات ''[9]

''اور بے شک ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو نو روشن نشانیاں عطا کیں۔ ''

کلامِ اِلٰہی میں اس کے علاوہ برھان اور بیّنہ کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''وَمَنْ يَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهُ بِهِ فَإِنَّمَا حِسَابُهُ عِنْدَ رَبِّه''[10]

''اور جو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کی پوجا کرے جس کی اس کے پاس کوئی دلیل نہیں تو اس کا حساب اس کے رب کے پاس ہے۔ ''

---

[8] الفارابی، اسحاق بن ابراھیم بن الحسین، ابو ابراھیم، تحقیق: دکتور أحمد مختار عمر، **معجم دیوان الأدب**، (القاھرۃ: مؤسسۃ دار الشعب للصحافۃ والطباعۃ والنشر، ۱۴۲۴ ھ)، ۲۹۵

[9] بنی اسرائیل: ۱۰۱

[10] المؤمنون: ۱۱۷

اس آیت میں برھان کا لفظ استعمال ہوا ہے جو دلیل اور ثبوت کے معنیٰ دے رہا ہے۔ ایک مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"كَمْ آتَيْنَاهُمْ مِنْ آيَةٍ بَيِّنَةٍ"[11]

"کتنی روشن نشانیاں ہم نے انہیں دیں۔"

یہاں بیّنہ کا لفظ ذکر کیا گیا ہے۔ بیّنہ اس مضبوط اور ٹھوس دلیل کو کہتے ہیں جس کے مقابل پائی جانے والی دلیل کو رد کیا جا سکے۔ کتبِ تفاسیر میں دلائل کے لئے زیادہ تر علامت کا لفظ ذکر کیا گیا ہے۔ ذخیرۂ تفاسیر میں علامات النبوۃ فی الاسلام کی مرویات موجود ہیں۔ تفسیرِ سمرقندی میں دلائل النبوۃ کے لئے "علامات" کی اصطلاح استعمال ہوئی ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ"[12]

"عنقریب لشکر شکست کھائیں گے اور وہ پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے۔"

علامہ ابو اللیث سمرقندیؒ اس آیت کی تفسیر کے تحت ذکر کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کو غزوۂ بدر کے موقع پر فتح کی بشارت قبل از وقت سنائی گئی۔ اس پشین گوئی کا تعلق علاماتِ نُبوّت سے ہے۔ سورۂ قمر کی اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے موصوف لکھتے ہیں:

"وفي هذا علامة من علامات النبوة، لأن هذه الآية نزلت بمكة، وأخبرهم أنهم سيهزمون في الحرب"[13]

"اور اس میں نُبوّت کی علامات میں سے ایک علامت پائی جاتی ہے کیونکہ یہ آیت مکہ میں نازل ہوئی اور خبر دی گئی کہ عنقریب جنگ میں لشکروں کو شکست دی جائے۔"

---

[11] البقرۃ:۲۱۱

[12] القمر:۴۵

[13] السمرقندي، نصر بن محمد بن احمد بن ابراهيم، أبو الليث، **بحر العلوم**، س ن، ۳: ۳۷۶

تفسیرِ قرطبی میں بھی دلائل کے لئے علامات النبوۃ کی اصطلاح استعمال ہوئی ہے۔[14] نیز ابو القاسم برھان الدین محمود بن حمزہ الکرمانی نے غرائب التفسیر و عجائب التاویل میں یہی لفظ استعمال کیاہے۔[15] تفسیرِ بغوی، تفسیرِ نسفی، تفسیرِ خازن، تفسیر ابنِ کثیر اور دیگر کئی معتبر تفاسیر میں علامات النبوۃ کی اصطلاح استعمال ہوئی ہے۔

کتبِ احادیث میں دلائل اور خارقِ عادت اُمور کے لئے بھی متعدد ناموں کے شواہد ملتے ہیں۔امام بخاریؒ نے الجامع الصحیح میں معجزات اور خارقِ عادت اُمور کے لیے ترجمۃ الابواب کو یوں ذکر کیاہے:

" بَابُ عَلاَمَاتِ النُّبُوَّةِ فِي الإِسْلاَمِ "[16]

"اسلام میں نُبوّت کی علامات کے بارے میں باب"

امام شافعیؒ معجزات وخارقِ عادت معاملات کو ذکر کرنے کے لیے باب کا انتخاب یوں کرتے ہیں:

''کتاب علامات النبوۃ''[17]

" نُبوّت کی علامات کے بارے میں کتاب"

اس باب کے تحت آپؒ وہ احادیث اور روایات لائے ہیں جن میں پیغمبرِ اسلام ﷺ کے معجزات اور پیشین گوئیوں کو بیان کیا گیا ہے۔معروف فقہی مسلک شوافع کے امام محمد بن ادریس شافعیؒ جن کا تیسری صدی ہجری کے اوائل میں وصال ہوا اُنھوں نے دلائل النبوۃ پر نہ صرف پہلی کتاب تصنیف کی بلکہ اپنی مُسند میں ترجمۃ الباب کے تحت احادیث ذکر کر کے اس رجحان کو مزید ترقی دی۔صحاحِ ستّہ اور دیگر ذخیرۂ احادیث سمیت متعدد کتب میں ابواب وتراجم کے ذکر کے بغیر بھی کثیر مرویات اسی عنوان پر موجود ہیں۔مُسند احمد میں مُسندِ عبد اللہ بن

---

[14] لقرطبی، الانصاری، الخزرجی ، شمس الدین، محمد بن أحمد بن أبي بکر بن فرح الأنصاري الخزرجي شمس الدین، ابو عبد اللہ، محقق: احمد البردونی وابراھیم اطفیش، **الجامع لأحکام القرآن**، (القاھرۃ: دار الکتب المصریۃ، ۱۳۸۴ھ)، ۱۳: ۲۹

[15] الکرمانی، محمود بن حمزہ، **غرائب التفسیر وعجائب التاویل**، (جدہ: دار القبلۃ للثقافۃ الاسلامیۃ، س ن)، ۱: ۱۶۲

[16] البخاری، محمد بن اسماعیل، **الجامع المسند الصحیح المختصر من أمور رسول اللہ ﷺ وسننہ وایامہ**، (دار طوق النجاۃ، ۱۴۲۲ھ)، ۴: ۱۹۱

[17] الشافعی ، المطلبی، القرشی، المکی، محمد بن إدریس بن العباس بن عثمان بن شافع بن عبد المطلب بن عبد مناف، ابو عبد اللہ، **مسند الإمام الشافعی**، (لبنان: دار الکتب العلمیۃ، ۱۴۰۰ھ)، ۲: ۱۸۶

مسعودؓ تحت ابو جہل کے قتل کی پشین گوئی موجود ہے، جس کے عین مطابق وہ قتل ہوا۔[18] تکثیرِ طعام کے معجزات میں حضرت جابرؓ کی غزوۂ خندق کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کھانے کی اس دعوت کا ذکر ملتا ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے چند افراد کا کھانا ایک ہزار کے لئے کافی ہو گیا۔[19]

دوسری اور تیسری صدی کے محدثین کی کتبِ احادیث میں دلائل النبوۃ کی ابحاث بہر صورت موجود ہیں۔ اَکل و شُرب میں غیر معمولی بَرکات کا ظُہور مغازی و سِیَر میں رُونما ہوتا رہا۔ لہٰذا واقعاتِ مغازی بھی دلائل النبوۃ کے اہم مباحث میں شامل ہیں۔ علامات النبوۃ حقیقتاً معجزات ہی ہیں۔

صحیح مسلم میں مذکور ترجمۃ الباب ملاحظہ ہو:

"بَابٌ فِي مُعْجِزَاتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ"[20]

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کے بارے میں باب"

مندرجہ بالا باب کے تحت امام مسلمؒ نے جن معجزات پر مشتمل احادیث روایات کو جمع کیا ہے وہی مرویات امام بخاریؒ نے اپنی الجامع الصحیح میں ذکر کی ہیں۔ یوں امام مسلمؒ کی اصطلاح "معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم" اور امام بخاریؒ کی اصطلاح" علامات النبوۃ فی الاسلام" میں صرف ترجمۃ الباب کا فرق ہے۔ یوں اِن ابواب میں مذکورہ خارقِ عادت اُمور کا ذکر باہمی مشترک ہے۔ امام مسلمؒ کی معجزات سے متعلق ذکر کردہ نو احادیث کتابِ بخاری میں بھی مذکور ہیں۔ البتہ علامہ ولی الدین محمد بن عبد اللہ الخطیب العمری التبریزیؒ نے مشکوۃ المصابیح میں " علامات النبوۃ" اور "معجزات" کو علیحدہ علیحدہ ابواب میں ذکر کیا ہے۔ اس وجہ سے صاحبِ مشکوۃ نے علامات النبوۃ کے تحت تمام قسم کے معجزات، بشاراتِ انبیاء اور قبل از اعلانِ نُبوّت کے خارقِ عادت معاملات کو بیان کیا ہے اور معجزات میں صرف

---

[18] الشیبانی، احمد بن محمد بن حنبل بن ھلال بن اسد، ابو عبد اللہ، محقق: شعیب الأرنووط، عادل مرشد، وآخرون، **مسند الامام احمد بن حنبل**، (مؤسسۃ الرسالۃ، ۱۴۲۱ھ)، ۶: ۳۴۴

[19] الکشی، عبد الحمید بن حمید بن نصر، ابو محمد، ویقال لہ: الکَشّي بالفتح والإعجام، محقق: الشیخ مصطفی العدوي، **المنتخب من مسند عبد بن حمید**، (دار بلنسیۃ للنشر والتوزیع، ۱۴۲۳ھ)، ۲: ۱۸۲

[20] القشیری، النیشابوری، مسلم بن الحجاج، ابو الحسن المحقق: محمد فؤاد عبد الباقی، **المسند الصحیح المختصر بنقل العدل عن العدل إلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم**، (بیروت: دار إحیاء التراث العربی، س ن)، ۴: ۱۷۸۳

ان خارقِ عادت معمولات کا ذکر کیا ہے جن کا وقوع اعلانِ نُبوّت کے بعد ہوا۔ مفتی احمد یار خان نعیمی اس چیز کو شرحِ مشکوۃ میں یوں بیان کرتے ہیں:

"علامت بنا ہے علم سے بمعنی نشانی یہاں نُبوّت کے نشانات مراد ہیں۔ جن سے حضور کی نُبوّت کا پتہ چلے یعنی وہ عجائبِ قدرت جو آپ ﷺ کی تائید میں آپ سے ظاہر ہوں خواہ نُبوّت کے اعلان سے پہلے جنہیں ارہاص کہتے ہیں۔ خواہ نُبوّت کے ظہور کے بعد جنہیں معجزات کہتے ہیں۔ بلکہ گزشتہ آسمانی کتب میں آپ کا ذکر بھی انہی علامات میں داخل ہے۔ اس لئے اس باب میں یہ تینوں چیزیں بیان ہوں گی اور معجزات کے باب میں صرف وہ عجائبات بیان ہوں گے جو حضور کے ہاتھ پر بعد دعویٰ نُبوّت کے ظاہر ہوئے اس لیے صاحبِ مشکوۃ معجزات کا علیحدہ باب باندھیں گے۔ "[21]

صحیح ابنِ حبان میں معجزات کو ہی علاماتِ نُبوّت قرار دیا گیا ہے۔ محمد ابن حبان البستیؒ اس نوع کا باب قائم کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''النوع السادس عشر إخباره صلى الله عليه وسلم عن الأشياء المعجزة التي هي من علامات النبوة.''[22]

"سولہویں نوع آپ ﷺ کی ان خبروں کے بارے میں جو مختلف اشیاء کے معجزات سے متعلق ہیں جو نُبوّت کی علامات ہیں"

صحیح ابنِ حبان میں بھی دلائل النبوۃ اور معجزات کو علامات النبوۃ کے تحت لایا گیا ہے۔[23] معلوم ہوا کہ محمد ابنِ حبان نے معجزات کو ہی علاماتِ نُبوّت قرار دیا ہے کیونکہ معجزات نُبوّت کا خاصہ ہیں اور دعویٰ نُبوّت میں ان کو دلیل کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ سُنَنِ دارمی میں ابو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمن دارمیؒ نے بھی اس نام یعنی "کتاب علامات النبوۃ وفضائل سیّد الاولین والآخرین" کے عنوان سے باب قائم کر کے باندھ کر معجزاتِ رسول ﷺ کو ذکر کیا۔ جامع ترمذی میں دلائلِ نُبوّت کے طور پر قرآن مجید کی طرز پر آیات کا لفظ آیا ہے۔

---

21 نعیمی، احمد یار خاں، مفتی، **مرآۃ المناجیح**، (لاہور: قادری پبلیشرز اردو بازار، ۲۰۰۵ء)، ۸: ۱۰۷

22 البستی، محمد بن حبان، **الاحسان فی تقریب صحیح ابن حبان**، (بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، ۱۴۰۸ھ)، ۱: ۱۳۲

23 م۔ن، ۱: ۵۲، الطحاوی، ابو جعفر احمد بن محمد بن سلام، **شرح مشکل الاثار**، باب بیان مشکل ماروی لمن رسول اللہ ﷺ، (بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، ۱۴۱۵ھ)، ۳: ۹۶

اس ضمن میں جامع ترمذی کے الفاظ اور باب بندی ملاحظہ ہو:

”بَابٌ فِي آيَاتِ نُبُوَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا قَدْ خَصَّهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ بِه“[24]

”یہ باب نبی اکرم ﷺ کی نبوّت کی نشانیوں اور جن سے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو خاص کیا، ان کے بارے میں ہے“

ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذیؒ جامع ترمذی میں قرآن مجید کی اتباع کے طور پر آیات کا لفظ معجزات کے لئے رقم کیا ہے۔ بعض سیرت نگار دلائل کے لئے خصائص کا لفظ بھی استعمال ہوتا ہے۔ امام ترمذیؒ نے دلائل کے لئے یہاں آیت کا لفظ استعمال کیا ہے۔ معجزات کے لئے آیت کا اطلاق کتبِ لغت میں بھی ہوتا رہا ہے۔ جیسا کہ لسان العرب میں ہے:

”مَا مِنْ نبيٍّ إلَّا أُعْطِيَ منَ الآياتِ مَا مثلُه آمَنَ عَلَيْهِ البَشَرُ، وَإِنَّمَا كَانَ الَّذِي أُوتِيتُهُ وحْياً أَوْحاهُ اللهُ إِلَيَ أَي آمَنوا عِنْدَ مُعايَنة مَا آتَاهُمْ مِنَ الآياتِ والمعْجِزات“[25]

”کوئی نبی نہیں گزرا مگر ان کو ایسی نشانیاں دی گئیں جس پر بشر ایمان لائے اور جو چیزیں ان کو دی گئیں ان میں سے ایک وحی ہے جو اللہ تعالیٰ ان کی طرف کرتا ہے یہ کہ لوگ ان آیات و معجزات جو اللہ تعالیٰ نے ان کو دیے ان کا معائنہ ومشاہدہ کرکے ایمان لے آئیں۔“

آپ ﷺ کو دیگر انبیاء کرام علیہم السلام سے مختلف اعتبار سے فضیلت حاصل ہے جیسے آپ ﷺ سے متعلق بشارات کا ہونا اور معجزات کی کثرت وغیرہ اُمور بھی دلائل النبوۃ میں شامل ہیں۔ علامات النبوۃ کا عنوان ہمیں متعدد کتبِ سیرت میں بھی نظر آتا ہے۔ علی بن احمد بن سعید ابن حزمؒ کی " **جوامع السيرة**"[26] امام بیہقیؒ کی ” **دلائل النبوة ومعرفة أحوال صاحب الشريعة** “ ، تقی الدین احمد بن علی المقریزی کی ” **إمتاع الأسماع بما للنبي من الأحوال والأموال والحفدة والمتاع** “احمد بن محمد القسطلانی کی” **المواهب اللّدنيّة بالمنح المحمّديّة**“

---

[24] الترمذي، ابو عیسی، محمد بن عیسی بن سورة بن موسٰی بن الضحاک، محقق: بشار عواد معروف، **الجامع الكبير - سنن الترمذی**، (بیروت: دارالغرب الإسلامي، ۱۹۹۸م)، ۵: ۵۹۲

[25] الإفريقي ، الرويفعي ، الأنصاري ، محمد بن مکرّم بن علی ، أبو الفضل ، جمال الدین ابن منظور ، **لسان العرب**، (بیروت: دار صادر، ۱۴۱۴ھ)، ۱۳: ۲۵

[26] اندلسی، ابن حزم، ابو محمد علی بن احمد، **جوامع السيرة النبوية**، (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، س ن)، ۱: ۸

اور دیگر متعدد کتبِ سیرت میں یہ الفاظ ملتے ہیں ۔ سیرت نگاروں نے ان عنوانات کے تحت معجزات، شمائل، خصائص اور دیگر سیرتی مواد پر مبنی احادیث کو ذکر کیا گیا ہے۔ کئی کتب احادیث میں بھی علامات اور آیات النبوۃ کی اصطلاح استعمال ہوئی ہے۔ یعنی تاریخی اعتبار سے جس طرح سیرت کے لئے ابتدائی اصطلاح مغازی کی استعمال ہوئی یونہی دلائل النبوۃ کے لئے آیات النبوۃ، معجزات النبی ﷺ اور علامات النبوۃ وغیرہ کی اصطلاحات قرآن وحدیث میں استعمال ہوئی ہیں۔ پھر محدّثین نے اِن اصطلاحات کو اپنی کتبِ حدیث کے تراجم الابواب میں قلم بند کیا ہے۔ علامات النبوۃ کے ساتھ محدثین نے باب فی المعجزات، باب فی معجزات النبی ﷺ وغیرہ عنوانات کے تحت بھی معجزات کو اپنی کتب میں درج کیا ہے۔ الغرض دلائل النبوۃ کی ابحاث کسی نہ کسی عنوان اور موضوع کے تحت کتب تفاسیر، کتبِ احادیث اور کتبِ سیرت میں ملتی ہیں۔ دلائل النبوۃ کے عنوان سے کتب کی تصانیف کا کام بعد کی صدیوں میں شروع ہوا جس کے شواہد ہمیں علومِ اسلامیہ میں واضح طور پر ملتے ہیں۔

دلائل کے لئے جو مختلف الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ اُن کے معانی ایک دوسرے سے باہم ملتے جلتے ہیں۔ یہ اسماء دلائل کے مترادفات ہیں یا ان پر مِن وجہ دلائل کا اطلاق ہوتا ہے ۔ دلائل کی اصطلاح تیسری اور چوتھی صدی میں عام ہوئی۔ اس سے قبل آیات اور علامات وغیرہ کی اصطلاحات عام تھیں۔ پھر اعلام النبوۃ پھر معجزات و دلائل کے الفاظ بولے جانے لگے۔ دلائل النبوۃ کی مروّجہ اصطلاحات درجِ ذیل ہیں:

۱۔ اثبات النبوۃ	۲۔ امارت النبوۃ	۳۔ آیات النبوۃ
۴۔ اعلام النبوۃ	۵۔ علامات النبوۃ	۶۔ خصائص النبوۃ
۷۔ شواہد النبوۃ	۸۔ معجزات	

محقّقین کا اس مسئلہ میں بہت اختلاف پایا جاتا ہے کہ معجزہ پر دلائل کا اطلاق ہو سکتا ہے یا نہیں؟ مخالفین کا کہنا ہے کہ معجزہ کا لفظ قرآن وحدیث میں استعمال نہیں ہوا۔ کتبِ سیرت میں قدیم محدثین نے معجزات کے عنوان کے تحت نُبوّت کے دلائل کو درج کیا ہے۔ بعض محدثین نے اس نام سے ابواب بندی بھی کی ہے۔ سیّد سلیمان ندوی کے بقول لفظِ معجزہ بہت سی غلط فہمیوں کو جنم دینے والا ہے۔ لیکن اب اس کا استعمال اس قدر عام ہے کہ اس لفظ کو ختم نہیں کیا جا سکتا۔[27] کیونکہ اب یہ علامات و آیات کی نسبت زیادہ مشہور ہو گیا ہے۔

---

[27] ندوی، سلیمان، سیّد، **سیرۃ النبی ﷺ**، (لاہور: الفیصل ناشران کتب، ۱۹۹۱ء)، ۱۷-۱۸

ابتدائی منکرینِ نُبوّت کا تعارف اور اُن کے دلائل واسباب کا تجزیہ:

کتبِ دلائل النبوۃ پر تصنیف و تحریر کا ذہن اور مسلم امّہ کے آئمہ و فضلاء کا اس بارے لکھنے کا رجحان اس وقت پیدا ہوا جب اہلِ فلاسفہ اور معترضین ومنکرینِ نُبُوّت نے اعتراضات وارد کیے۔ انکارِ نُبُوّت میں جو گروہ پیش پیش رہا وہ ہند کے براہمہ کا تھا۔[28] رومی اور یونانی فلاسفہ نُبُوّت پر معترض جبکہ براہمہ نُبُوّت کے کلی طور پر منکر تھے۔ شہرستانی کا قول ہے کہ انکارِ نُبُوّت والے لوگ اس قبیلہ کے فلسفی تھے۔[29] یہ لوگ مختلف عقائد رکھتے تھے۔ شوافع کا اس بات پر اجماع ہے کہ یہ تمام انبیاء ورُسُل کے منکر تھے۔[30] بعض کا قول ہے کہ وہ علاقہ جہاں براہمہ آباد تھے، پانچ فرقوں میں منقسم تھا: براھمہ، اصحاب الروحانیات، اصحاب الھیاکل، عبدۃ الاصنام اور حکماء، پانچواں فرقہ نُبُوّت کے انکار میں سب سے آگے تھا۔[31] ان پانچ فرقوں میں سے براہمہ کے افراد بھی مختلف نظریات کے حامل تھے۔ ان میں سے بعض دہریت، بعض ثنویّت جبکہ اکثر صابی مذہب کے دلدادہ تھے نیز اس کے حکماء علم و عمل میں یونانی طریقہ کے پیروکار بن گئے تھے۔[32] ان کے عقائد و نظریات کے بارے ابن الوزیر لکھتے ہیں کہ یہ ہند کے مجوسیوں کا ایک ایسا گروہ ہے جس کے لوگ اللہ تعالیٰ کے لئے انبیاء کے مبعوث کرنے کو جائز نہیں سمجھتے۔[33]

---

[28] النیسابوری، القمی، نظام الدین الحسن بن محمد بن حسین، المحقق: الشیخ زکریا عمیرات، **غرائب القرآن ورغائب الفرقان**، (بیروت: دارالکتب العلمیۃ،۱۴۱۶ھ)، ۳: ۱۱۸

[29] الشہرستانی، محمد بن عبد الکریم بن ابی بکر، ابو الفتح، **الملل والنحل**، ۲: ۱۱۸

[30] الاسفرائینی، التمیمی، عبد القاہر بن طاہر بن محمد بن عبد اللہ، **الفرق بین الفرق وبیان الفرقۃ الناجیۃ**، (بیروت: دار الآفاق الجدیدۃ، ۱۹۷۷م)، ۳۴۸

[31] الشہرستانی، محمد بن عبد الکریم بن ابی بکر، ابو الفتح، **الملل والنحل**، ۳: ۹۵

[32] م۔ن

[33] ابن الوزیر، محمد بن ابراہیم، **العواصم والقواصم فی الذنب عن سنۃ ابی القاسم**، (بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ للطباعۃ والنشر والتوزیع، ۱۴۱۵ھ)، ۱: ۲۲۸

عبد الملک بن عبد اللہ بن یوسف جوینی ان کے انکارِ نبُوّت کی دلیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''وَأنْكرت البراهمة النُّبُوَّة وَمنعُوا جَوَاز انبعاث الرُّسُل وَقَالُوا إِن جَاءَت الرُّسُل بِمَا يدْرك عقلا لم يكن فِي إرسالهم فَائِدَة وَكَانَ فِي قضايا الْعقل مندوحة عَن غَيرهَاوَإِن جَاءَت الرُّسُل بِمَا لَا يدْرك عقلا فَلَا يقبل مَا يُخَالف الْعقل ''[34]

''براہمہ نے نبُوّت کا انکار کیااور انبیاء کی بعثت کے جواز کو منع قرار دیااور دلیل یہ دی کہ اگر رسول وہ چیز لے کر آئے ہیں جس کا ادراک عقل کر لیتی ہے تو ان کا مبعوث ہونا بے فائدہ ہے اور اگر انبیاء وہ چیز لے کر آئے ہیں عقل جس کا ادراک نہیں کر سکتی تو ایسی چیز جو عقل کے خلاف ہے اس کو قبول نہ کیا جائے گا۔''

یہ وہ خود ساختہ دلیل ہے جس کو بنیاد بنا کر براہمہ تمام انبیاء ورُسُل کا انکار کرتے ہیں۔ نیز یہ گروہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ حکیم ہے اور اور انبیاء کو بھیجنا اس کی حکمت اور شان کے منافی ہے۔ ابو بکر الباقلانی مالکیؒ اُن کے اس نظریہ کی توضیح بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''وَزعم أَنه لَا يجوز فِي حِكْمَة الله سُبْحَانَهُ وَصفته أَن يبْعَث رَسُولا إِلَى خلقه وَأَنه لَا وَجه من ناحيته يَصح تلقي الرسَالَة عَن الْخَالِق سُبْحَانَهُ '' [35]

''اور گمان کیا کہ اللہ سبحانہ کی حکمت اور اور صفت کے منافی ہے کہ وہ مخلوق کی طرف رسول بھیجے اور ایسی کوئی معقول وجہ بھی نہیں بنتی جس بنا پر رسالت کا خالق کی طرف سے ملنا درست قرار پائے۔''

یہ دوسری منطقی دلیل ہے جس کو براہمہ انکارِ نبوت کے سلسلہ میں استشہاد کے طور پر ذکر کرتے ہیں۔ براہمہ کے انکارِ نبُوّت کے اعتبار سے تین اہم گروہ ہیں۔ مذکورہ گروہ نبُوّت کا سرے سے منکر ہے۔ دوسرا گروہ اس بات کا قائل ہے کہ صرف حضرت ابراہیم علیہ السلام رسول ہوئے جن کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث کیا۔ یہ گروہ باقی تمام اَنبیاء ورُسُل کا انکاری ہے۔ جبکہ تیسرا گروہ صرف حضرت آدمؑ کی رسالت کا مُقِرّ ہے اور باقی تمام کا انکار کرتا ہے۔[36]

---

[34] عبد الملک بن عبد اللہ بن یوسف بن محمد الجوینی، ابو المعالی، رکن الدین، امام الحرمین، **لمع الادلۃ فی قواعد عقائد اھل السنۃ والجماعۃ**، (لبنان: عالم الکتب، ۱۴۰۷ھ)، ۱۲۳

[35] الباقلانی، ابو بکر محمد بن الطیب بن محمد بن جعفر بن القاسم، **تمھید الاوائل وتلخیص الدلائل**، (لبنان: مؤسسۃ الکتب الثقافیۃ، ۱۴۰۷ھ)، ۱: ۱۲۶۔۱۲۷

[36] م۔ن، ۱۲۷

منکرینِ نُبوّت یہ بھی کہتے ہیں کہ عقل وحی سے مستغنی ہے۔ وحی کا اس سے کوئی علاقہ نہیں۔ یہ تمام معاملات کو عقل کے بل بوتے پر سُلجھاتے ہیں۔[37]

قومِ براہمہ کے یہ وہ عقائد و نظریات اور دلائل تھے جن کے ذریعے انہوں نے انکارِ نُبوّت کی بنیاد ڈالی اور ماوراء العقل ہر چیز کا انکار کیا۔ انبیاء ورُسل کی نُبوّت کی نفی کی خاطر انہوں نے خود ساختہ منطقی قاعدے وکلیے وضع کر کے اعتراضات قائم کئے ۔ ان کے رد میں سیرت کے اس پہلو پر باقاعدہ کام کا آغاز ہوا۔ توحیدِ باری تعالیٰ اور نُبوّت پر ان کے اعتراضات کے جوابات دینے میں جن مسلم فلاسفہ کا کردار مثالی رہا ان میں ایک اہم نام حجۃ الاسلام امام محمد غزالی کا ہے ، انہوں نے فلاسفہ کے کافی شافی جوابات دیے، علاوہ ازیں نُبوّت پر وارد ہونے والے اعتراضات کو رفع کرنے کے لئے کلامیاتِ سیرت کا اجراء ہوا۔ مرورِ زمانہ کے ساتھ ساتھ نُبوّت پر اعتراضات کو رفع کرنے اور نبی کریم ﷺ کی نُبوّت کے ثبوت فراہم کرنے میں علماء نے ہر دور میں اپنی توانائیاں صرف کیں۔ فلاسفہ کے اعتراضات کے جوابات دینے ، غیر مسلم اقوام و مذاہب کے لوگوں کو اسلام کی طرف مائل کرنے اور پیغمبر اسلام ﷺ سے متعلق ان کو اطمینانِ قلبی کا سامان فراہم کرنے میں سیرت نگاروں نے کتبِ دلائل النبوۃ پر کام کا آغاز کیا تاکہ اہلِ اسلام کو ایمان کی پختگی میسّر آئے اور غیر مسلموں کے شکوک و شبہات کا ازالہ ہو۔ غیر مسلم اقوام نے عقل و فلسفہ کی بنیاد پر اسلام بالخصوص رسول اکرم ﷺ کی ذات بابرکات کو پرکھنا بھی اسی دور میں شروع کیا۔ یہی وہ دور تھا جب وحی ، الہام ، نُبوّت ، معجزات اور دیگر متعلقاتِ نُبوّت ورسالت پر عقلی و منطقی اعتبار سے کام شروع ہوا۔ پیغمبرِ اسلام ﷺ کی آمد سے قبل یونانی فلاسفہ کا پوری دنیا میں شہرہ تھا۔ ان کے وضع کردہ اُصولوں پر لوگ آنکھیں بند کر کے اعتماد کرتے تھے۔ یونانی فلسفہ کی بنیاد استخراجی طریقہ پر تھی جس میں نوع انسانی کو تدبّر و تفکّر اور غور و خوض کے بجائے محض ان قضیوں پر اعتماد کا حکم دیا گیا تھا۔ سائنس کے وجود نے ان قدیم نظریات کو کافی حد تک بدل ڈالا۔ جب اسلام کی حدود وسیع سے وسیع تر ہوتی چلی گئیں اور توحید و رسالت ، قیامت ، تقدیر اور دیگر اسلامی عقائد کو غیر مسلموں نے پرکھا تو یونانی و دیگر فلاسفہ و متکلمین نے ان پر اعتراضات قائم کئے۔

جب اہلِ فلاسفہ نے ان کو عقل کے منافی جانا اور اپنے موضوعی فلسفہ کی بنیاد پر انکار کیا تو ان کے اعتراضات و سوالات کا تصانیف و مباحث کی شکل میں جواب دینا مسلم علماء و مفکرین نے لازم سمجھا۔ یہ وہ وجوہات

[37] العتیبی، عمر بن سلیمان بن عبد اللہ الاشقر، **الرسل والرسالات**، (الکویت: مکتبۃ الفلاح للنشر والتوزیع، ۱۴۱۰ھ)، ۱: ۳۷

تھیں جس بنا پر دلائل النبوۃ پر کتب کی تالیفات کے سلسلہ نے جس زرّیں عہد میں رواج پکڑا وہ دور بنو عباس تھا۔ سیرت نگاری کا یہ پہلو کلامیاتِ سیرت کہلایا، جس میں اس شعور کو اجاگر کیا گیا کہ نبی کریم ﷺ کی نبُوّت عقلی و منطقی اعتبار سے ثابت ہے۔ آپ ﷺ کو معجزات اور دیگر خصائص کی وجہ سے باقی لوگوں پر برتری حاصل ہے۔ فلاسفہ نے سیرتِ نبویہ کو عقلی بنیادوں پر بہر صورت پرکھنا شروع کیا۔ اس وجہ سے اہلِ علم نے اثباتِ نبُوّت پر دلائل کو جمع کیا۔[38] یوں اعلام النبوۃ، معجزات، آیات اور دلائل النبوۃ پر کتب کی تصانیف کا وہ لامتناہی سلسلہ جاری ہوا جس نے ہر سیرت نگار کی توجّہ اپنی طرف مبذول کرائی۔

عہدِ بنو عباس میں منہج دلائل النبوہ کا اِرتقاء:

قرآنِ مجید سیرتِ نبویہّ کا معتبر، غیر متزلزل، بنیادی اور اہم ماخذ ہے۔ اس میں موجود آیات و احکامات پیغمبرِ اسلام کی نبُوّت کا ایک مضبوط اور ٹھوس ثبوت ہیں بلکہ خود اس مقدس صحیفہ کا وجود ہی آپ ﷺ کی نبوت پر ایک عظیم دلیل ہے۔ عہدِ بنو اُمیّہ میں اس مخصوص موضوع پر تصنیفی کام کے بارے میں تاریخی شواہد نہیں ملتے۔ البتہ علامات النبوۃ وغیرہ عنوانات کے تحت چند ایک مقامات پر جزوی ابحاث کتبِ تفاسیر، کتبِ حدیث اور کتبِ سیرت میں ملتی ہیں۔ کتبِ احادیث میں معجزات اور علامات النبوۃ پر محدثین نے باقاعدہ ابواب بندی کی ہے۔ یہ ایک ایسا منہج ہے جس پر مسلم سیرت نگاروں نے ہر دور میں اپنی علمی استطاعت کے مطابق نظرانۂ عقیدت پیش کیا ہے۔ عباسی عہد میں اس منہج معتبر کے تحت لکھی جانے والی کُتب میں امام محمد بن ادریس الشافعیؒ (م ۲۰۴ھ) کی "اثبات النبوۃ والرد علی البراہمۃ" ہے۔ آپ نے اس عنوان پر پہلا قدم اٹھایا اور اصل منکرینِ نبُوّت کے سرغنہ یعنی براہمہ کے رد میں کتاب تصنیف کی۔ آپؒ عسقلان کے علاقہ میں ۱۵۰ھ میں پیدا ہوئے۔[39] سیرت نگاری کے اس اہم منہج پر ان کی کتاب نہ صرف پہلی اور بنیادی کتاب ہے۔ بلکہ اس عہد کی پہلی کتاب تصنیف کرنے کا اعزاز بھی ان کو حاصل ہے۔ حاجی خلیفہ چلپی اپنی کتاب کشف الظنون میں ابو منصور کا قول ذکر کرتے ہیں کہ یہ اس نہج کی بنیادی کتاب ہے۔ باقی سب کتب اس کی پیروی میں لکھی گئی ہیں۔

---

[38] ابن خلدون، عبد الرحمن بن محمد بن محمد، ابو زید، **تاریخ ابنِ خلدون**، (بیروت: دار الفکر، س ن)، ۱: ۵۶

[39] البغدادی، البابانی، اسماعیل بن محمد امین بن میر سلیم، **ہدیۃ العارفین اسماء المؤلفین وآثار المصنفین**، (لبنان: دار إحیاء التراث العربي، طبع بعنایۃ کالۃ المعارف الجلیلۃ في مطبعتھا البھیۃ استانبول، ۱۹۵۱م)، ۲: ۹

کشف الظنون کی عبارت مُلاحظہ ہو:

"كل من صنف في النبوات، فهو تبع له"[40]

"جو کچھ بھی نُبوّت کے بارے لکھا گیا وہ اس کی اتباع میں لکھا گیا۔"

حاجی خلیفہ چلپی کا قول اس حقیقت کو آشکار کرتا ہے کہ امام شافعیؒ فقہ کے علاوہ اس فن کے بھی امام ہیں۔ آپؒ نے اس وقت کے حالات کی نزاکت کو بھانپ کر براہمہ کے عقائد باطلہ کے خلاف قلم آزمائی کی۔ پھر محدثین، مفسرین، فقہاء اور متکلمین نے اپنی علمی اِستعداد کے مطابق اس کو ترقی دی۔ جبکہ اوائل کے اہلِ علم اور مفکّرین میں اس فن پر لکھنے کا ذوق رسالۂ امام شافعیؒ سے پیدا ہوا۔ عہدِ بنو امیہ کے بعد ۱۳۲ھ سے ۶۵۶ھ تک کا طویل دور عباسی عہد کے اقتدار کا زمانہ تھا۔ حکومتِ عباسیہ کے اوائل میں علومِ اسلامیہ کی تدوین و تہذیب کا کام ایک اہم مرحلہ سے گزر رہا تھا۔ دوسری صدی ہجری کو سیرت نگاری کے اِرتقاء میں خاص اہمیّت حاصل ہے۔ دوسری اور تیسری صدی ہجری میں مختلف فرقوں قدریہ، مرجیہ اور جبریہ وغیرہ کا ظہور ہوا۔ براہمہ نے جب نُبوّت سے متعلق اشکال پیدا کرنے کی کوشش کی تو دلائل النبوۃ، اثبات النبوۃ اور اعلام النبوۃ کے نام کی تصانیف کا رجحان پیدا ہو گیا۔ عباسی خلیفہ مامون نے بذاتِ خود اعلام النبوۃ کے نام سے ایک رسالہ تحریر کیا۔[41]

تیسری صدی ہجری کے نصف تک چند کتب اس منہج پر مستقل طور پر تحریر ہوئیں۔ اس عنوان کی تصنیفات میں رفتہ رفتہ اضافہ ہونا شروع ہوا یہاں تک کہ اس صدی کے آخیر تک اِن کی تعداد نو تک پہنچ گئی۔[42] اس صدی کی ایک اہم نام عبد اللہ بن ہارون خلیفہ مامون عباسی (م۲۱۸ھ)[43] کا ہے، جو خاندانِ عباسی کے ساتویں خلیفہ رہے، ان کو علم و ادب سے کافی شغف تھا۔ علماء، فقہاء، محدثین، ماہرینِ نسب، شعراء اور اہلِ فلاسفہ ان کی صحبت میں رہتے۔ حاضرینِ مجلس کو بحث و مباحثہ کی مکمل آزادی حاصل تھی۔[44]

---

40 جلبی، القسطنطيني، حاجی خلیفہ، مصطفی بن عبد اللہ کاتب، **کشف الظنون**، (بغداد: مکتبۃ المثنی) ۲: ۱۳۸۴

41 البغدادی، البابانی، اسماعیل بن محمد امین بن میر سلیم، **ہدیۃ العارفین اسماء المؤمنین و آثار المصنفین**، ۱: ۴۳۹

42 عمار عبودی، محمد حسین نصار، **تطور کتابۃ السیرۃ النبویۃ**، (بغداد: الثقافیۃ العامۃ، ۱۴۱۸ھ)، ۳۵۰

43 البكري، محمد انور بن محمد علی، **مصادر تلقی السیرۃ النبویۃ**، (المدینۃ المنورۃ: مجمع الملک فہد لطباعۃ المصحف الشریف بالمدینۃ المنورۃ، س ن)، ۱: ۳۹

44 الزرکلی، خیر الدین بن محمود، الاعلام، ۴: ۱۴۲

مامون نے دلائل النبوۃ پر "اعلام النبوۃ" کے عنوان سے ایک رسالہ تحریر کیا۔اس صدی کی ایک معتبر تصنیف بشر بن معتمر (م ۲۱۰ھ) کی "الحجۃ فی اثبات نبوۃ النبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم"[45] کے نام سے ہے۔ دلائل النبوۃ کے نام سے لکھی جانے والی پہلی تصنیف محمد بن یوسف الفریابیؒ (م ۲۱۲ھ)[46] کی ہے۔اس سے قبل دلائل النبوۃ کے موضوع پر کتب تالیف ہوئیں لیکن اس عنوان کے شواہد نہیں ملے۔

تیسری صدی ہجری کی اہم کتب میں عبداللہ بن زبیرؒ(م۲۱۹ھ) کی "دلائل النبوۃ"،ابی الحسن علی بن محمد بن عبداللہ المدائنیؒ(م۲۲۴ھ) کی "آیات النبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم"،جاحظ(م۲۵۵ھ) کی "دلائل النبوۃ"، علی بن سہل المعروف ابن ربن الطبری (م ۲۴۷ھ) کی "الدین والدولۃ فی اثبات النبوۃ النبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم"،ابی اسحاق ابراہیم بن یعقوب الجوزجانیؒ(م۲۵۹ھ) کی "امارات النبوۃ"[47] ابی زرعۃ الرازیؒ(م۲۶۴ھ) کی "دلائل النبوۃ"،ابی سلیمان داؤد بن علیؒ(م۲۷۰ھ) کی "اعلام النبوۃ"،ابی داؤد السجستانیؒ(م۲۷۵ھ) کی "اعلام النبوۃ"[48] ابو قتیبۃؒ(م۲۷۶ھ) کی "اعلام الرسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم المنزلۃ علی الرسولہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم فی التوراۃ والانجیل والزبور والقرآن "اور" دلائل النبوۃ من البراھین والدلائل الواضحۃ"،ابی حاتم محمد بن ادریسؒ (م۲۷۷ھ) کی "اعلام النبوۃ"،ابراہیم بن الھیثم البلدیؒ(م۲۷۸ھ) کی " دلائل النبوۃ"،ابنِ ابی دُنیا البغدادیؒ(م۲۸۱ھ) کی " دلائل النبوۃ" اور "اعلام النبوۃ"،ابی اسحاق الحربیؒ(م۲۸۵ھ) کی "دلائل النبوۃ"،ابی الحسن التیمیؒ(م۲۹۰ھ) کی "دلائل النبوۃ"،یحیٰی بن منصور الھرویؒ(م ۲۹۲ھ) کی "شرف النبوۃ" وغیرہ شامل ہیں۔

تیسری صدی ہجری کے اوائل میں مسلم سیرت نگاروں نے اہلِ فلاسفہ اور عقلی زاویوں پر اسلام و سیرت کو پرکھنے والے قارئین کے لئے خاطر خواہ کتب احاطۂ تحریر میں لائیں۔ چوتھی صدی ہجری کا دور کتبِ دلائل النبوۃ کی تصانیف و تالیفات کے اعتبار سے عروج کا زمانہ تھا جس میں معتبر اہلِ علم نے دلائل ، معجزات ، اعلام النبوۃ اور خصائص النبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر کتب لکھیں۔اس عہد کے وہ خلفاء جنہوں نے عنانِ حکومت

---

[45] اسماعیل بن محمد، **ایضاح المکنون**،۳: ۳۹۳

[46] البکری، محمد انور بن محمد علی، **مصادر تلقی السیرۃ النبویۃ**،۱: ۳۹

[47] م۔ن

[48] الاشبیلی،ابو بکر محمد بن خیر بن عمر بن خلیفۃ (المتوفی: 575ھ)، **فھرسۃ ابن خیر الاشبیلی**، محقق: محمد فؤاد منصور،(بیروت: دار الکتب العلمیۃ،۱۴۱۹ھ)،۹۳

سنبھالی ان میں مقتدر باللہ، قاہر باللہ ،راضی باللہ ، متقی باللہ ، مستکفی باللہ، مطیع للہ ،طائع للہ اور قادر باللہ شامل ہیں ۔ اس دور کی اہم کتبِ دلائل میں ابو بکر جعفر بن محمد الفریانی (م ۳۰۱ھ)[49] کی " دلائل النبوۃ "، ثابت بن حزم السَّرقسطِي (م ۳۱۳ھ) کی "دلائل النبوۃ "، ابو جعفر احمد بن محمد القیصریؒ (م ۳۲۲ھ) کی " المعجزات "، ابو حاتم الیثیؒ (م ۳۲۲ھ) کی "اعلام النبوۃ "ابو اسحاق ابراہیم بن حماد بغدادیؒ (م ۳۲۳ھ) کی "دلائل النبوۃ "، ابو الحسن الاشعری البصریؒ (م ۳۲۴ھ)[50] کی "دلائل النبوۃ "، ابو الفضل بکر محمد بن العلام بن محمد ابن زیاد القشریؒ (م ۳۴۴ھ) کی "کتاب ماضی القرآن من دلائل النبوۃ "، ابو العباس جعفر بن محمد بن معتبر بن محمد مستغفر بن فتح المستغفری السنفی (م ۳۵۰ھ) کی " دلائل النبوۃ "، ابو جعفر القمیؒ (م ۳۵۰ھ) کی" المعجزات "محمد بن حسین ابو بکر النقاش انصاری الموصلیؒ (م ۳۵۱ھ)[51] کی " دلائل النبوۃ "، ابو الحسن القطان (م ۳۵۹ھ) کی "الاحکام یساق آیات النبی ﷺ "حافظ ابو القاسم سلیمان

---

[49] یہ ترکی الاصل تھے ۔ بلخ کے نواحی قصبہ سے ان کا تعلق تھا۔ (الزرکلی، **الاعلام**، ۲: ۱۲۸) ان کی کتاب دلائل النبوۃ کی مختصر کتب میں شمار ہوتی ہے۔ محدثانہ اُسلوب پر لکھی گئی اس کتاب میں ترپن احادیث ہیں جن کو مصنّف نے اسناد کے ساتھ بیان کیا ہے اور فقط جمعِ حدیث پر اکتفا کیا ہے۔ ان کی کتابِ دلائل کی کو اس اعتبار سے انفرادیت اور اہمیت حاصل ہے کہ امام ابو نعیم اصفہانیؒ اور امام بیہقیؒ نے اپنی اپنی کتبِ دلائل میں ان کی مرویات پر اعتماد کرتے ہوئے روایات لی ہیں۔ (عمار عبودی، **تطور کتابۃ السیرۃ النبویۃ**، ۳۵۰)

[50] ان کا مکمل نام ابن ابی بشر اسحاق بن سالم بن اسماعیل بن عبد اللہ بن الاشعری ہے۔ علی بن اسماعیل کے نام سے جانے جاتے ہیں۔ ۲۶۰ ہجری میں بصرہ میں پیدا ہوئے۔ پھر بغداد کی طرف منتقل ہوئے اور یہاں ہی ان کا وصال ہوا۔ یہ اپنے زمانہ کے امام المتکلمین تھے. بغداد میں ان کا وصال ہوا۔ (عثمان بن عبد الرحمن، ابو عمرو، تقی الدین المعروف بابن الصلاح (المتوفی:۶۴۳ھ، محقق: محی الدین علی نجیب، **طبقات الفقهاء الشافعية**، (بیروت :دار البشائر الإسلامية ،۱۹۹۲م)، ۲: ۶۰۴، ان کی تصانیف کی تعداد پچپن ہے۔ (م۔ن) ۲: ۶۰۶، بغداد میں واقع جامع منصور میں یہ فقہ شافعی کے مشہور امام ابو اسحاق مروزی کے حلقہ درس میں شریک رہے (الاربلی، البرمکی، احمد بن محمد بن ابراھیم بن ابی بکر ابن خلکان، شمس الدین، (المتوفی:۵۸۱ھ)، ابو العباس، المحقق: اِحسان عباس، **وفیات الأعیان وأنباء أبناء الزمان**، (بیروت: دار صادر، س ن)، ۳: ۲۸۴

[51] ابن ندیم، محمد بن اسحاق بن محمد وراق البغدادی المعتزلی، ابو الفرج، **الفہرست**، (لبنان: دار لمعرفۃ، ۱۴۱۷ھ)، ۱: ۵۲

بن احمد بن ایوب بن مطیر اللخمی الشافعی الطبرانی (م ۳۶۰ھ)[52] کی " دلائل النبوۃ "، محمد بن علی قفال الشاشیؒ (م ۳۶۶ھ) کی " دلائل النبوۃ "، عبد اللہ بن محمد ابن حبان الاصبھانی (م ۳۶۹ھ) کی "۔ دلائل النبوۃ "، ابو حفص عمر بن احمد بن شاہین (م ۳۸۵ھ)[53] کی " دلائل النبوۃ "، احمد بن فارسؒ اللغوی (م ۳۹۵ھ)[54] کی "اعلام النبوۃ "، ابن مندۃؒ (م ۳۹۵ھ) کی "دلائل النبوۃ"، احمد العسالی محمد بن احمد بن ابراہیم الاصبھانیؒ (م ۳۹۹ھ) کی "دلائل النبوۃ" اور ابو اسحاق الکسرا بیبی النیشاپوریؒ (م ۴۰۰ھ)[55] کی " المعجزات "وغیرہ شامل ہیں۔ الغرض چوتھی صدی ہجری میں دلائل النبوۃ پر کثیر اہلِ علم سیرت نگاروں نے تحریرات لکھیں۔ جوں جوں عقلی بنیادوں پر پیغمبر اسلام ﷺ کی ذات برکات کو پرکھا جاتا رہا۔ آپ ﷺ کی ذاتِ اقدس کی حقانیّت واضح ہوتی چلی گئی۔

تیسری اور چوتھی صدی ہجری میں یوں سیرت نگاری کے ایک اہم پہلو "کلامیات سیرت" کو کافی حد تک فروغ ملا۔ ان دو صدیوں میں کتبِ دلائل النبوۃ کا رجحان عروج پر رہا۔ عمار عبودی اس متبرک ذوق کی وضاحت اپنے الفاظ میں یوں کرتے ہیں:

"فقد كانت مصنفات القرن الرابع والخامس الهجري أوفر حظا من المصنفات التي سبقتها"[56]

"بے شک تیسری اور چوتھی صدی ہجری کی تصانیف اس سے قبل کی تصانیف سے زیادہ مقدار میں ہیں۔"

دلائل النبوۃ پر تصنیفی اعتبار سے ہر دور میں مضبوط بنیادوں پر کام ہوا۔ کتبِ احادیث میں علامات النبوۃ اور معجزات کی ابحاث اتنی اہم ہیں کہ ان کو اس مخصوص فن میں بنیادی مصادر کا درجہ حاصل ہے۔ وہ کتب جو صحیحین کے بعد خالصتاً دلائل کے موضوع پر تحریر ہوئیں، ان میں ان کتبِ احادیث پر بھر پور اعتماد

---

[52] عوام الناس میں ان کو امام طبرانی کے نام سے جانا جاتا ہے۔ یہ اپنے وقت کے عظیم حافظ تھے۔ ان کی تین معاجم: المعجم الکبیر، المعجم الاوسط اور المعجم الصغیر بہت مشہور ہیں۔ طلبِ حدیث کے شوق میں انہوں نے کثیر علاقوں کا سفر کیا جن میں عراق، شام، حجاز، یمن، مصر وغیرہ شامل ہیں۔ حدیث میں ان کے مشائخ کی تعداد ایک ہزار کے قریب ہے۔ (القنوجی، ابو طیب، **ابجد العلوم**، ۶۵۰)

[53] عبد الحمید بن علی فقیھی، **جھود العلماء فی تصنیف السیرۃ النبویۃ فی القرنین الثامن والتاسع الھجرین**، (المدینۃ المنورۃ: مجمع العث فھد المطباعۃ المصنف الشریف بالمدینۃ المنورۃ، س ن)، ۱: ۱۴

[54] جلبی، حاجی خلیفہ، **کشف الظنون**، ۲: ۱۵۷۴

[55] ان کا مکمل نام ابراہیم بن محمد بن خلف بن حمدان ہے۔ جلبی، حاجی خلیفہ، **کشف الظنون**، ۲: ۱۴۶۰

[56] عمار عبودی، **تطور کتابۃ السیرۃ النبویۃ**، ۳۵۲

کا اظہار کیا گیا۔ اس صدی میں تالیف ہونے والی کئی کتبِ دلائل النبوۃ وہ ہیں جن کو آنے والے وقت میں بڑی پذیرائی حاصل ہوئی ۔ خاص طور پر ابو نعیم اصبھانیؒ کی "دلائل النبوۃ" اس فن کی وہ عظیم، معتبر اور مشہور کتاب ہے جس کو علماء و محدثین نے کافی حد تک سراہا ہے۔ اس صدی ہجری میں لکھی جانے والی اہم کتب میں ابی اسحاق الکرابیسی النیشاپوریؒ (م۴۰۰ھ) کی "المعجزات"، ابی مطرف اندلسیؒ (م۴۰۲ھ) کی "اعلام النبوۃ"، ابو عبد اللہ بن البیع نیشاپوریؒ (م۴۰۵ھ) کی "اکلیل فی دلائل النبوۃ"، ابی سعد عبد الملک بن محمد الخرکوشی، نیشاپوریؒ (م۴۰۷ھ) کی "شرف المصطفیٰ" اور قاضی عبد الجبار المعتزلیؒ (م۴۱۵ھ)[57] کی "دلائل النبوۃ"[58] امام ابو نعیم اصفہانیؒ (م۴۳۰ھ) کی "دلائل النبوۃ"، ابو علی محمد بن حسن بن ہیثم بصری (م۴۳۰ھ)[59] کی "اثبات النبوات"، ابو العباس جعفر بن محمد مستغفری (م۴۳۲ھ) کی "دلائل النبوۃ"، دلائل النبوۃ لابی ذرا الہروی عبد بن احمد (م۴۳۴ھ)، دلائل النبوۃ لابی بکر البیہقی احمد بن الحسین (م۴۵۸ھ)[60]، اعلام النبوۃ لابی الحسن علی بن محمد الماوردی (م۴۵۰ھ)، اعلام النبوۃ لعبد اللہ بن عبد العزیز

---

[57] ان کا شمار کبّار معتزلہ میں ہوتا ہے۔ اپنے دور کے عظیم متکلم اور فلسفی تھے۔ (عمار عبودی، **تطور کتابۃ السیرۃ النبویۃ**، ۳۵۷) ان کی کتاب مغنی میں دلائل النبوۃ کی تفصیلی ابحاث موجود ہیں۔ انہوں نے ۳۸۵ھ میں تثبیت دلائل النبوۃ پر کام شروع کیا۔ ان کی کتاب کے بارے محدثین یوں ذکر کرتے ہیں:

"ولم نر ما يقارب كتاب تثبيت دلائل النبوة للقاضي عبد الجبار في قوة الحجاج وحسن الصياغة في دفع شكوك المشككين" (م۔ن، ۳۵۹)

"اور ہم نے قاضی عبد الجبار کی کتاب تثبیت دلائل النبوۃ کو حجت کی قوت کے اعتبار سے اور شک کرنے والوں کے شک کو رفع کرنے کے حوالہ سے کسی اور کو اچھی تشکیل کے قریب ترین نہیں پایا۔"

[58] محمد حجاج بن محمد تمیم بن صالح بن عبد اللہ الخطیب، **لمحات فی المکتبۃ والصبحث مصادر**، (مؤسسۃ الرسالۃ، ۱۴۲۲ھ - ۲۰۰۱م)، ۱:۲۳۶

[59] البغدادی، البابانی، اسماعیل بن محمد امین بن میر سلیم (المتوفی:۱۳۹۹ھ)، **ایضاح المكنون في الذيل على كشف الظنون**، بتصحیحہ وطبعہ علی نسخۃ المؤلف: محمد شرف الدین بالتقایا رئیس أمور الدین، والمعلم رفعت بیلکہ الکلیسی، (لبنان: دار إحیاء التراث العربي، س ن)، ۳:۲۳

[60] دلائل النبوۃ پر لکھی جانے والی علامہ بیہقیؒ کی یہ کتاب اپنے فن کی معتبر اور مشہور کتب میں شامل ہے۔ مصنّف 384ھ میں نیشاپور کے ایک قصبے بھق میں پیدا ہوئے۔ یہ اپنے دور کے کبار آئمہ حدیث و فقہ میں شمار ہوتے ہیں۔ (عمار عبودی، **تطور کتابۃ السیرۃ النبویۃ**، ۱۳۵)

البکری الاندلسی (م۴۸۷ھ)، دلائل النبوۃ لسلیمان بن احمد الطبرانی (م۴۳۰ھ)، دلائل النبوۃ لابی العباس احمد بن عمر بن انس بن دلھاث الزغبی الغدری المعروف ابن الدلائی (م۴۷۸ھ)[61] وغیرہ شامل ہیں۔

چھٹی صدی ہجری کے عباسی خلفاء میں مستظہر باللہ، مسترشد باللہ، راشد باللہ، مقتفی لامر اللہ، مستنجد باللہ، مستضی بامر اللہ اور ناصر لدین اللہ کے نام آتے ہیں۔اس صدی میں کتبِ دلائل پر تصانیف کا سلسلہ حسبِ سابق جاری رہا۔اسماعیل اصبھانیؒ اور عبد الرحمٰن المعروف ابن جوزیؒ جیسی عظیم شخصیات وہ ہیں جنہوں نے جہاں علمِ حدیث میں اعلیٰ بنیادوں پر کام کیا، اس فن پر بھی کتب تحریر کیں۔ذیل میں اس صدی میں لکھی جانے والی چند اہم کتب کو بیان کیا جاتا ہے۔فخر الاسلام محمد بن احمد ابو بکر الشاشی القفال (م۵۰۷ھ) نے فوائد ابی بکر الشاشی میں علاماتِ نُبُوّت کا ذکر کیا ہے۔نیز اس دور کی کتبِ دلائل النبوۃ میں اسماعیل بن محمد بن فضل بن علی القرشی التیمی الطلیحی الاصبھانی (م۵۳۵ھ)[62] کی "دلائل النبوۃ"، قاضی عیاض بن موسی بن عیاض بن عمرون الیحصبی کی "الشفا بتعریف حقوق المصطفی ﷺ"[63]، حافظ ابن عساکر الدمشقی (م۵۷۱ھ) کی "اربعون حدیثا الدالۃ علی نبویہ علیہ السلام"، شیخ شمس الدین محمد بن عبد اللہ بن ظفر المکی (م۵۶۵ھ) کی "اعلام النبوۃ"[64] وغیرہ شامل ہیں۔عبد الرحمن بن علی المعروف ابن الجوزی (م۵۹۷ھ) کی "الدّر الثمین فی خصائص النبی الامین"، محمد بن احمد ابن الحسن الجیانی (م۵۴۰ھ) کی "الاحکام فی معجزات النبی علیہ السلام"، حافظ الحسن بن علی بن قطان (م۵۴۸ھ) کی "الدبشائر والاعلام لسیاق لسیدنا محمد ﷺ من الآیات البینات والمعجزات والاعلام"، اور سعید ھبۃ اللہ الرواندی الامامی

---

[61] خیر الدین بن محمود بن محمد بن علی بن فارس الزرکلی الدمشقی، **الاعلام**، (دار العلم للملایین، ۲۰۰۲م)، ۱: ۱۱۸۵/ البغدادی، البابانی، اسماعیل بن محمد امین بن میر سلیم (المتوفی: ۱۳۹۹ھ)، **ایضاح المکنون فی الذیل علی کشف الظنون**، ۳: ۱۰۴

[62] الزرکلی، **الاعلام**، ۱: ۲۳۲

[63] یہ کتاب رسولِ اکرم ﷺ کی سیرت اور آپ ﷺ کے حقوق پر قرآن، احادیث اور دلائلِ عقلیہ کی روشنی میں لکھی جانے والی ایک اہم ترین تصنیف ہے۔اس کا شمار کلامیاتِ سیرت پر مبنی کتب میں ہوتا ہے۔منطقی اور ادلۂ باہرہ کی روشنی میں معجزات ودلائل نبویہ کو بیان کیا گیا ہے۔

[64] جلبی، مصطفیٰ بن عبد اللہ، **کشف الظنون**، ۱: ۸۱

(م ۵۷۳ھ) کی "الخرائج والجرائح فی المعجزات النبویہ و کرامات الائمہ "وغیرہ پیغمبرِ اسلام ﷺ کی نبوت پر لکھی گئیں اہم تصانیف ہیں۔

ساتویں صدی ہجری عباسی اقتدار کے زوال کا دور تھا، افراتفری اور ہلاکت کے بادل پوری طرح چھانا شروع ہوگئے تھے۔ناصر لدین اللہ، ظاہر بامر اللہ، مستنصر اور مستعصم کے دورِ اقتدار پر مشتمل اس عہد میں بھی علماء نے سیرت نگاری کے اس اہم پہلو" دلائل النبوۃ" کو سبکدوش نہیں کیا۔ناصر لدین اللہ کو علومِ اسلامیہ بالخصوص علمِ حدیث سے خاص لگاؤ تھا۔جس کا اظہار اس سے ہوتا ہے کہ اس نے علماء و محدثین کو جمع کر کے سماعتِ حدیث کی اور ان سے روایتِ حدیث کی سند حاصل کی۔ پھر اس نے بادشاہوں اور علماء کو احادیث روایت کرنے کی اجازت بھی دی اور ۷۰ احادیث پر مشتمل مجموعہ حلب کے باشندوں کی طرف بھیجا۔[65] اس دورانیہ میں دلائل کے موضوع پر لکھی گئی کتب جو منظرِ عام پر آئیں،وہ اگرچہ کثیر مقدار میں نہیں ہیں اور نہ ہی بنیادی مصادر میں شمار ہوتی ہیں البتہ ان کے مؤلفین غیر معمولی اوصاف کے حامل افراد تھے۔ ان کتب میں مصعب بن محمد (م ۶۰۴ھ) کی "دلائل النبوۃ"، عبد اللہ بن عبد الواحد(م ۶۴۳ ھ) کی "دلائل النبوۃ"، عمر بن الحسن بن دحیہ کلبی (م ۶۳۳ھ) کی" نهاية السول في خصائص الرسول ﷺ"[66] اور" الآيات البينات في ذكر ما في أعضاء رسول الله صلى الله عليه وسلم من المعجزات"[67] شامل ہیں۔

عہدِ بنو عباس کے علماء و فضلاء کی ان نگارشات کے مطالعہ سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ ہر نئے مصنّف اور مؤلف نے سیرتِ طیبہ کے اس مخصوص گوشے یعنی "دلائل النبوۃ" سے متعلق ایک عظیم علمی، کلامی اور سوانحی ادب کی تشکیل میں اپنا بھرپور کردار ادا کیا اور فنِ سیرت کو نئے زاویہ ہائے فکر سے آشنا کرایا۔ اسی علمی نُدرت اور تحقیقی انفرادیت کے پیشِ نظر اقوامِ عالم میں عباسی عہد کو امتیازی حیثیّت حاصل

---

65 السیوطیؒ، عبد الرحمن بن ابی بکر، جلال الدین ، **المحقق**: حمدي الدمرداش ،**تاریخ الخلفاء**(مكتبة نزار مصطفى الباز، ۱۴۲۵ھ)،۴۵۱

66 الکتانی، محمد بن ابی الفیض جعفر بن ادریس الحسنی الإدریسی الشهیر (م ۱۳۴۵ھ)، ابو عبد اللہ، المحقق: محمد المنتصر بن محمد الزمزمي، **الرسالة المستطرفة لبيان مشهور كتب السنة المشرفة**،(دار البشائر الإسلامية، ۱۴۲۱ھ)، ۲۰۲

67 البکری، محمد انور بن محمد علی، **مصادر تلقی السیرۃ النبویۃ**، ۸۵

ہے۔ دلائل النبوۃ کے زیرِ عنوان عباسی عہد کی اِن کتب کے اثرات ہر دور میں محسوس کئے گئے ہیں۔ جن میں سے چند اہم حسبِ ذیل ہیں:

i۔ سوا پانچ صدیوں پر محیط عباسی دورِ اقتدار علومِ اسلامیہ خاص طور پر فقہ، حدیث اور سیرت پھر سیرت میں بالخصوص دلائل النبوۃ کے آغاز و ارتقاء اور تدوین و تہذیب کے لحاظ سے ایک اہم ترین دور رہا ہے۔

ii۔ معجزات و دلائل کے عنوان سے منصۂ شہود پر آنے والی جملہ کتب کی شیرازہ بندی نہ صرف عباسی عہد کی کتبِ دلائل النبوۃ کو پیشِ نظر رکھ کر کی گئی بلکہ اِن سے بطورِ مصادر استفادہ صاحبانِ علم و دانش کی اوّلین ترجیحات میں شامل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس دور کی کتبِ دلائل النبوۃ بالخصوص الجامع الصحیح میں مذکورہ علامات النبوۃ فی الاسلام کا باب نیز امام بیہقیؒ، ابو نعیم اصفہانی اور قاضی عبد الجبار معتزلی جیسے متبحرّ علماء کی دلائل النبوۃ پر تصانیف رسولِ اکرم ﷺ کے دلائل و معجزات پر لکھنے والوں کی بنیادی ضروریات میں شامل رہی ہیں۔

iii۔ معجزات، وحی، الہام، عصمتِ انبیاء، حقیقتِ محمدی، حقیقتِ کلام الٰہی، خلقِ قرآن اور ختمِ نبوت جیسے اہم عقائد و مسائل سے متعلق صحیح رہنمائی ان کتبِ دلائل النبوۃ کا ثمرہ ہے۔

iv۔ اِن کتبِ دلائل النبوۃ میں مذکور علمی، منطقی اور کلامی نوعیّت کی ابحاث معترضین و منکرینِ نبوت کے ردّ کے لیے ہر دور میں کافی و وافی ہیں۔

v۔ تجدد پسند مسلم مفکّرین کے انکارِ معجزات کے پسِ پردہ وہ استشراقی فکر کارفرما ہے جو ولیم میور اور ہیوم جیسے مستشرقین نے پیغمبرِ اسلام ﷺ سے عداوتِ محض کی بنا پر اجاگر کی اور اِن معجزات کو لوک کہانیاں قرار دیتے ہوئے مسلمانوں کی خام خیالی اور خوش فہمی پر محمول کیا ہے۔ یوں بعض مسلم حلقوں میں مُستند معجزات کی حقانیت کو مشکوک بنانے کی کوشش جو ان کتب دلائل النبوۃ کے رد میں کی گئی قابلِ تشویش و قابلِ مذمت ہے۔

vi۔ مدحت و ثناءِ مصطفی ﷺ پر مشتمل عربی، فارسی، اُردو اور دیگر زبانوں کی نظمیہ شاعری میں مذکور معجزات اِن کتب دلائل سے اخذ شدہ ہیں۔

vii- حافظ ابنِ کثیر، ابن ابی الدنیا اور حافظ ابنِ عساکر جیسے معتبر علماء بلکہ دور حاضر تک کی تمام تر وہ تصانیف جن کا تعلق سیرت نگاری کے گوشے دلائل النبوۃ سے ہے، اُن میں تالیفی ذوق کی بیداری عباسی دور کی کتبِ دلائل النبوۃ سے ہوئی ہے۔

viii- کتبِ دلائل النبوۃ کا ایک اہم مبحث "معجزات" ہے۔ وجودِ اقدس سے ظہور پذیر ہونے والے یہ معجزات اہلِ ایمان کے رسول اکرم ﷺ سے قلبی میلان کے متقاضی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہر دور میں اِن معجزات کو صاحبانِ قلم نے صفحۂ قرطاس کی زینت بنایا اور اہلِ ذوق نے ان کے مذاکرہ کو حرزِ جاں بنایا ہے۔

ix- غیر مُستند اور موضوع روایات کا دُخول اِن کتبِ دلائل النبوۃ کے غیر مثبت اثرات میں سے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اِن کتب میں مذکور کئی معجزات کو محقّقین تشویش کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

x- معراج و اسراء، شقِ صدر، انشقاق القمر، بوقتِ ولادت ظہور پذیر ہونے والے آثار، حیوانات، جمادات اور نباتات سے متعلق خوارقِ عادت اُمور کا وجود، نبع الماء اور تکثیرِ طعام جیسے معجزات کے بارے عوام وخواص کی آگہی اِن کتب دلائل کی نسل در نسل منتقلی کا نتیجہ ہے۔

xi- رسولِ مکرّم ﷺ سے قلبی محبت، روحانیت، عقیدۂ رسالت سے متعلق شفافیت، کلامیاتِ سیرت کا اجراء، معجزات وخوارق پر بذریعہ عقلی وعلمی دلائل قویّہ سے طمانیت، آپ ﷺ کی ذات سے اکتسابِ فیض کی خاطر مطالعۂ معجزات کا ذوق، سیرت بیانی میں علامات النبوۃ کا اندراج نیز مذاکرۂ معجزات کی خاطر علمی مجالس و محافل اور کانفرنسوں کا انعقاد اِنہی کتبِ دلائل النبوۃ کے اثرات کا عکّاس ہے۔

خلاصۂ بحث:

۱۳۲ ہجری سے ۶۵۶ ہجری تک کا دور انیہ عباسی خاندان کا زمانۂ اقتدار رہا۔ علومِ اسلامیہ کی تدوین و اشاعت کے علاوہ دیگر کثیر دنیاوی و سائنسی علوم پر کام اسی دور میں ہوا۔ سیرت نگاری میں دلائل النبوۃ پر تصنیف و تالیف کا رجحان دوسری صدی میں شروع ہو چکا تھا۔ منکرینِ نُبوّت کے بے بنیاد اعتراضات اس فن کے آغاز و ارتقاء کا سبب قرار پائے۔ امام محمد بن ادریس الشافعیؒ اس رجحان کے سرخیل ہیں۔ امام بخاریؒ کی الجامع الصحیح میں علامات النبوۃ فی الاسلام کا باب دلائل النبوۃ کی معتبر مرویات کا مجموعہ ہے۔ عباسی عہد کے

اکثر خلفاء کا شمار اہلِ علم میں ہوتا ہے۔ مامون (۲۱۸ھ) جو کہ اس عہد کا ساتواں خلیفہ تھا، اس نے بذاتِ خود اس فن پر "اعلام النبوۃ" کے نام سے کتاب لکھی۔ چوتھی اور پانچوی صدی ہجری دلائل النبوۃ کے معتبر اور کثیر العدد ماخذ کا دور رہا ہے۔ جعفر بن محمد الفریابی (م۳۰۱ھ)، حافظ امام ابو القاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (م۳۶۰ھ)، اور محمد بن حبان (م۳۶۹ھ) کی کتبِ دلائل النبوۃ اس موضوع پر چوتھی صدی ہجری کی اہم کتب ہیں جبکہ قاضی عبد الجبار المعتزلی (م۴۱۵ھ)، امام ابو نعیم اصفہانیؒ (م ۴۳۰ھ) اور امام احمد بن الحسین (م۴۵۸ھ) کی کتبِ دلائل النبوۃ پانچویں صدی ہجری کی معتبر تصانیف ہیں۔ چھٹی صدی میں "کتاب الشفا" کا نام اس ضمن میں بہت اہمیّت رکھتا ہے۔ کتبِ دلائل النبوۃ میں جس مبحث کو خصوصیت کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے وہ معجزاتِ رسول اکرم ﷺ ہیں۔ یہ کتبِ دلائل النبوۃ مُستند مرویات، منطقی و عقلی دلائل و براہین اور لغوی توضیحات کے اعتبار سے بہت قیمتی مواد پر مشتمل ہیں۔ اِن میں ذاتِ پیغمبر ﷺ سے متعلق ہر قسم کے اشکالات کا تسلی بخش جواب دیا گیا ہے۔ عقیدۂ توحید کی بنیاد چونکہ عقیدۂ رسالت پر ہے۔ انکارِ رسالت سے ذاتِ خداوندی پر ایمان مستحکم نہیں رہ سکتا۔ لہٰذا یہ کتب جو سیرت نگاری کا مُخزن و معدن اور حقیقی روح ہیں ان کا مطالعہ عقیدۂ رسالت پر پختگی کی بنیاد ہے۔